بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

بلا تحقیق مخالفت کرنے والے اخبارات اور مولویوں سے خطاب

بٹالہ کے احمدیوں پر حملہ منافقین کے متعلق اعلان

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایداللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سوچنے اور سمجھنے کے لئے عقل دی ہے۔ لیکن باوجود اس کے بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ جو اس کی دی ہوئی عقل کو کام میں لاکر کسی

صحیح نتیجہ

پر پہونچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو صرف اسی رَو میں بہتے چلے جاتے ہیں۔ جس کی طرف وہ ایک دفعہ بلا سوچے سمجھے ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک تیراک جب منجدھار میں آجاتا ہے۔ تو پھر پانی کی رَو میں بہتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض آدمی بھی ایک رَو میں بہتے چلے جاتے ہیں۔ اور عقل سے کام لینے کا موقعہ کبھی بھی انہیں نہیں ملتا۔ یہ لوگ بعض دفعہ اتنے معذور ہو جاتے ہیں۔ کہ کتنی بھی معقول بات ان کے سامنے پیش کی جائے۔ وہ اسے سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اور وہ بات جو دوسروں کے نزدیک احمقانہ ہو۔ وہ اسے بہت ہی معقول سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

ایک پٹھان مولوی

یہاں آئے۔ اور نبوت کفر و اسلام اور دیگر مختلف مسائل کے متعلق مختلف اوقات میں حضور سے گفتگو کرتے رہے۔ آخر ایک مجلس میں کہنے لگے۔ میں اور تو ساری باتیں سمجھ گیا ہوں۔ لیکن ایک اعتراض جو سب سے بڑا ہے۔ وہ میں نے آج تک چھپا کے رکھا تھا۔ اسے اب پیش کرتا ہوں۔ اور وہ اعتراض یہ ہے۔ کہ آپ کی جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت نہیں کرتی۔ اور جماعت کے لوگ آپ کے سامنے ایسا فعل کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ لیکن آپ انہیں روکتے نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دریافت فرمایا۔ وہ کونسی ایسی بات ہے۔ انہوں نے کہا۔ آپ کی جماعت آپ کو "حضرت" کہتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ان کے دل میں نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتیرا سمجھایا۔ کہ ہماری جماعت تو معمولی لوگوں کو بھی کہدیا جاتا ہے۔ اور میری جماعت کے لوگ تو مجھے مامور من اللہ سمجھتے۔ اور میری ماموریت کا اقرار کرتے ہیں۔ پھر میں ان کو نہیں کہتا۔ کہ مجھے وہ حضرت کہیں۔

لیکن اگر وہ خود کہتے ہیں۔ تو اس میں قباحت ہی کیا ہے۔ اس ملک میں تو "حضرت" بُرے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے کہا۔ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور آئے اور لوگ اُسے "حضرت" کہیں۔ نبوت۔ وفات مسیح۔ اور دیگر تمام اختلافی مسائل تو ان کی سمجھ میں آگئے۔ لیکن اس معمولی سی بات کو وہ نہ سمجھ سکے۔ اور یونہی اُٹھ کر چلے گئے۔ تو انسان کے دل میں جب کوئی گرہ پڑ جائے۔ تو اس کا سلجھانا بہت مشکل ہو جاتا ہے

عقل سے کام لینا

اس کے لئے ایک امر محال ہو جاتا ہے۔

یہی حال ہمارے بعض دشمنوں کا ہے۔ وہ عقل کو اس طرح کھو بیٹھے ہیں۔ کہ گویا اس سے انہیں کبھی کوئی حصہ ملا ہی نہ تھا۔ اور انہیں دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرتے وقت دو طرح کے انسان پیدا کئے تھے۔ ایک کو عقل دی۔ اور دوسرے کو بالکل نہیں دی اور یہ لوگ وہ ہیں۔ جنہیں عقل سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ ایک بالکل کھلی اور موٹی بات ہوتی ہے۔ لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ مثلاً یہی فتنہ ہے۔ جس کے متعلق

بعض ہندو اور مسلمان اخبارات

مضامین لکھ رہے ہیں۔ کہ یہ مستری مظلوم اور احمدی ظالم ہیں۔ جو مستریوں پر بہت مظالم کر رہے ہیں۔ اور ایک اخبار نے تو فوراً ہی ان سب کو "مولانا" بنا دیا ہے حالانکہ یہ سب جاہل مطلق ہیں۔ سوائے عبدالکریم کے جس نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ باقی سب اس کا باپ اور بھائی اور دیگر ساتھی محض جاہل ہیں۔ اور دینی علوم سے انہیں کوئی مس ہی نہیں۔ لیکن ہماری مخالفت سے وہ ایکدم "مولانا" بنا دئے گئے ہیں۔ ان کی

مولویت کا خاکہ

تو مولوی محمد یار صاحب نے ضلع سیالکوٹ میں بہت اچھی طرح کھینچا تھا۔ یہ لوگ وہاں بحث کرنے کے لئے گئے۔ کئی ایک مسائل پر بحث قرار پا چکی تھی۔ لیکن مستری عبدالکریم نے وفات مسیح و صداقت مسیح موعود پر مناظرہ کر کے باقی مسائل پر بحث کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر سیالکوٹ کے مولویوں نے کہا۔ کہ باقی مسائل پر ہم بحث کرتے ہیں۔ لیکن مولوی محمد یار صاحب نے کہا۔ نہیں۔ جو علماء زادہ آئے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر الفضل کے لئے قادیان سے شائع کیا

آئے ہوئے ہیں۔ انہیں پہلے پیش کر دو۔ مستری عبدالکریم۔ مہرالدین آتشباز اور رحمت اللہ کمہار کو بھی مولوی بنا کر یہ اپنے ساتھ لے گیا ہوا تھا۔ یہ لوگ بالکل

عقل کے دشمن

ہیں۔ اور ہماری مخالفت میں سب کچھ کر گذرتے ہیں۔ ایک شخص مسلمانوں میں سے آیا۔ اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اطاعت کے ذریعہ خداتعالیٰ کا قرب حاصل کیا۔ اس نے ساری عمر اشاعت اسلام اور اس کے استحکام میں گذار دی۔ اور اسلام کے مخالفین کے مقابلہ میں ہمیشہ سینہ سپر رہا۔ لیکن ان لوگوں نے اس پر کفر کے فتوے لگائے۔ اور کہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کہاں آسکتا ہے۔ لیکن ایک کافر جو رسول پاک سے ظاہرا نسبت بھی نہیں رکھتا۔ وہ ناجائز نمک سازی یا کسی اور قانون شکنی کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو یہ لوگ اس کو نبوت کا مقام دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ گویا مسلمانوں میں سے تو نبی نہیں آسکتا۔ لیکن کفار میں سے آسکتا ہے۔ یہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقا ان لوگوں کے نزدیک کسی نے کیا اچھا کہا تھا کہ

خدا مجھے نادان دوستوں سے بچائے

اور اسلام بھی اسوقت یہی کہتا ہوگا۔ کہ خدا مجھے ایسے دوستوں سے بچائے۔ یہ لوگ محض جھوٹے اور مفتریانہ واقعات کی بناء پر غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ کہ احمدی ظالم اور مستری مظلوم ہیں۔ حالانکہ انہوں نے کوئی تحقیقات اس کے متعلق نہیں کی۔ اور یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ کیا بیان ایسی کیفیت ممکن ہے اگر ہمارے ظلم و تشدد کے تمام واقعات بھی جو وہ ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ صحیح تسلیم کر لئے جائیں۔ تو بھی دنیا کا

کوئی شریف آدمی

اس خباثت سے جس کا اظہار ان لوگوں نے کیا ہے۔ ان کا موازنہ کر کے [illegible] نہیں کر سکتا۔ اگر ہر مار جو وہ ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اگر ہر الزام جو وہ ہمارے ذمہ لگاتے ہیں۔ اور ہر گالی جو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں دی سچ ہو۔ اور پھر کسی شریف آدمی کے سامنے یہ سارا معاملہ رکھ دیا جائے۔ کہ انہوں نے یہ کیا۔ اور ہماری طرف سے اس کے مقابلہ میں یہ ہوا۔ اور یہ بھی کئی سالوں کے صبر اور انتظار کے بعد۔ تو کوئی انسان کا بچہ انہیں مظلوم اور ہمیں ظالم قرار نہیں دے سکتا۔ بلکہ وہ یہی کہنے پر مجبور ہوگا۔ کہ ان لوگوں کے افعال ان کو دائرہ انسانیت سے خارج کرتے ہیں۔ ہاں جس کی عقل ماری جائے۔ اور جو تہذیب اور شائستگی سے عاری ہو جائے۔ وہ جو چاہے کرے۔ اور اس کی مثال یہی ہوگی۔ کہ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔ اس قسم کے دعوے کرنے والے عام طور پر گاندھی جی کے مؤید ہیں۔ لیکن

وہی گاندھی جی

جو [illegible] (عدم تشدد) کے زبردست حامی اور عدم تشدد پر کامل اعتماد رکھنے کے مدعی ہیں۔ ہم تو عدم تشدد کو اس طرح نہیں مانتے بلکہ اسلام کی یہ تعلیم ہے اگر مخالفت سے مقابلہ کی نوبت آ ہی جائے۔ تو ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ کہ اس کے دانت کھٹے کر دو۔ لیکن گاندھی جی کا یہی ایمان ہے۔ کہ کسی صورت میں تشدد سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ مگر انہوں نے بھی اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر کسی عورت کو ہاتھ لگایا گیا۔ تو "تمام ہندوستان میں آگ لگ جائیگی۔ بشرطیکہ ہندوستانی نامرد نہ ہو گئے ہوں۔ مجھے وشواش ہے۔ کہ ہندوستان ایک دیوی کی بھی توہین برداشت نہیں کرے گا۔" (ملاپ ۱۰۔ اپریل) اگر ایک عدم تشدد کا حامی اور مؤید کسی ایک عورت کے جسم کو محض چھو دینے کی وجہ سے ملک سے اس قدر شدید انتقام کی امید رکھتا ہے۔ تو وہ لوگ جو عورتوں کے ننگ و ناموس پر ناپاک اور گندے حملے کرنے والوں کو مظلوم قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ انہیں دھوکا دیا گیا ہے۔ تو کیا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا۔ کہ وہ دنیا کے بے حیا ترین لوگ ہیں۔

لیکن میں نہیں سمجھتا۔ کہ ان لوگوں کی فطرتیں ایسی گندی ہو سکتی ہیں وہ محض اس رَو میں بہ گئے ہیں۔ ورنہ انسانی فطرت کا میں نے جو مطالعہ کیا ہے۔ اس کی بناء پر میں انسان سے بہت زیادہ شرافت کی امید رکھتا ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ دنیا کے اندر کامل وجود کا ملنا مشکل ہے۔ لیکن ناقص لوگوں میں بھی اکثر ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی فطرت میں

نیکی زیادہ اور بدی کم

ہوتی ہے۔ اور ایسے خبیث الطبع لوگ بہت ہی کم ملتے ہیں۔ جن کے اندر شرافت کا مادہ بالکل موجود نہ ہو۔ میں ان لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کی انسانیت کا تقاضا یہ تھا۔ ہندوستانیت کا نہیں۔ اسلام کا نہیں۔ بلکہ ان تمام مدارج سے علیحدہ ہو کر انسانیت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اس کا بالکل الٹ کرتے جو وہ کر رہے ہیں۔ بعض نادان کہتے ہیں۔ کہ

مباہلہ یا مقدمہ

کیوں نہیں کرتے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر ان کی بیویوں۔ بیٹیوں۔ بہنوں اور ماؤں کے متعلق یہی کچھ لکھا جائے۔ تو کیا وہ ان سے مقدمات دائر کریں گے یا مباہلے۔ اخبار "انصاف"۔ "ملاپ" اور دیگر ان اخبارات کے جو مجھے مقدمہ کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ اڈیٹروں اور منیجروں سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر یہی کچھ ان کے متعلق لکھا جائے۔ تو کیا وہ عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر تیار ہیں۔ تو وہ مہربانی کر کے اس کا اعلان کر دیں۔ اس کے بعد ہم سمجھ لیں گے۔ کہ وہ جو کچھ لکھ رہے ہیں جائز اور درست لکھ رہے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ مباہلہ کرنے کو کہتے ہیں۔ ان سے میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا اس قسم کا مباہلہ اسلام میں جائز ہے۔ اور کیا ہندو مباہلہ کو صحیح مانتے ہیں۔ ویدوں کی سچائی کے متعلق مباہلہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام عمر ان کو دعوت دیتے رہے۔ اگر وہ مباہلہ کو درست سمجھتے تھے۔ تو کیوں ان میں سے کوئی سامنے نہ آیا۔ اور جب بعض آریہ لیڈروں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعائے مباہلہ شائع کی۔ تو انہوں نے کیوں یہ جواب دیا کہ ہمارے ہاں مباہلہ جائز نہیں۔ اور اب مباہلہ کے لئے مستریوں کی تائید کر رہے ہیں۔ تو کیا وہ اسے جائز سمجھنے لگ گئے ہیں اور کیا اس وقت وہ

ویدوں کی سچائی پر مباہلہ

کے لئے تیار ہیں۔ اگر ہیں۔ تو ان کی یہ تحریریں مبنی بہ صداقت سمجھی جا سکتی ہیں۔ لیکن اگر نہیں۔ تو ان کی یہ تائید جھوٹی۔ فریب اور محض ہماری دشمنی کی وجہ سے ہے۔ اور جو مسلمان مستریوں کے مطالبہ مباہلہ کے مؤید ہیں۔ ان سے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ اور اب پھر کہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے علماء سے دلیل کے ساتھ فتوے شائع کرائیں۔ کہ فلاں امام یا اس کے متبع کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی کسی پر حدود کے متعلق الزام لگائے۔ تو الزام لگانے والے کو جائز ہے۔ کہ

مباہلہ کا چیلنج

بھی دے سکے۔ اس بارہ میں ہر ایک ایسی مثال کے لئے جو وہ پیش کریں گے

سَو روپیہ انعام

دوں گا۔ پھر یہ بھی شرط نہیں۔ کہ حنفی حنفی کا ہی قول پیش کریں۔ بلکہ حنفی بے شک مالکیوں۔ حنبلیوں۔ بلکہ شیعوں کا ہی پیش کر دیں۔ وہ چاروں اماموں۔ یا ان کے شاگردوں اور اہل بیت یا ان کے شاگردوں میں سے جس کا چاہیں۔ حوالہ اس بارہ میں پیش کر دیں۔ کہ حدود والے گناہ پر الزام لگانے والا مباہلہ کا چیلنج دے سکتا ہے۔ اور ہر مثال کے لئے میں سَو روپیہ انعام دونگا۔ میرا اپنا جو مذہب ہے۔ وہ قرآن کریم کی بناء پر ہے اور میں کسی کی رائے کی وجہ سے اسے بدل نہیں سکتا۔ لیکن میرا علم یہی کہتا ہے۔ کہ پہلوں نے بھی اسے جائز نہیں بتایا۔ پس میں

ہر ایک عالم کو چیلنج

دیتا ہوں۔ کہ کسی امام یا اہل بیت یا ان کے کسی بڑے شاگرد یا شاگردوں کے کسی بڑے شاگرد یا مشہور فقیہ کا نام پیش کرے۔ جس نے اس صورت میں مباہلہ کو جائز قرار دیا ہو۔ اور میں ہر نام جو پیش کیا جائے گا۔ اس پر سَو روپیہ دونگا اور اگر اس تیرہ سو سال کے عرصہ کے اندر کسی ایک بھی ایسے شخص کا نام وہ پیش نہ کر سکیں۔ اور آئمہ و فقہاء۔ ان کے شاگردوں اور ان کے شاگردوں پھر ان کے بھی شاگردوں کے شاگردوں میں سے ایک کا بھی وہ فتوے نہ شائع کر سکیں۔ تو انہیں ڈوب مرنا چاہیئے۔ کہ میری دشمنی کی وجہ سے وہ تیرہ سو سال کے تمام علماء کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔ اگر وہ یہ عذر کریں۔ کہ ایسے حوالے تلاش کرنے کے لئے وقت نہیں۔ تو یہ بھی قابل پذیرائی نہیں۔ مولوی ان دنوں چالیس چالیس اور پچاس پچاس روپیہ کی نوکریوں کے لئے خاک چھانتے پھر رہے ہیں۔ اور میں تو ہر ایک نام کے لئے سَو روپیہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اگر وہ سَو نام بھی پیش کر دیں۔ تو دس ہزار روپیہ لے سکتے ہیں۔ اور اگر دس ہی مل جائیں۔ تو ہزار روپیہ مل سکتا ہے۔ وہ مولوی جو پیسے پیسے کے لئے مر رہے ہیں۔ ان کے لئے کتنا آسان ہے۔ کہ میرے اس چیلنج کو قبول کر لیں۔

درحقیقت ان لوگوں کا ایک ایسی بات کی تصدیق کرنا۔ جو ان کی فقہ میں کہیں بھی نہیں لکھی۔ بلکہ نہ صرف یہ کہ لکھی نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف لکھا ہے۔ مثال کے طور پر حنفیوں کے ایک بڑے امام کی کتاب المبسوط کو ہی دیکھ لیں۔ کہ اس میں صاف الفاظ میں لکھا ہے۔ کہ ایسی صورت میں

قسم دینی بھی جائز نہیں

پس یا تو یہ لوگ اس بات کا اقرار کریں۔ کہ تیرہ سو سال میں جتنے علماء گذرے ہیں۔ وہ سب نالایق تھے۔ اور لایق صرف یہی لوگ پیدا ہوئے ہیں جو مجھ سے مباہلہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس صورت میں ماننا پڑیگا۔ کہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، اور دیگر ائمہ کو ماننے والے سب کے سب جاہل ہیں کیونکہ حق نعوذ باللہ ان چاروں کو نصیب نہیں ہوا۔ بلکہ تمام صحابہ اور اہل بیت کو بھی حق نصیب نہ ہوا۔ اور صرف ان آتشبازوں کمہاروں اور مستریوں کو آج یہ توفیق ملی۔ کہ اس حقیقت کو معلوم کر سکیں۔ پھر اس کے بعد انہیں حق حاصل ہو گا۔ کہ ان لوگوں کی تائید کریں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتے، تو آج نہیں تو کل دنیا یہ ضرور کہیگی۔ کہ ان لوگوں نے میری مخالفت میں اندھے ہو کر

اسلام پر تبر چلایا

اور میرا نہیں۔ بلکہ اسلام کا نقصان کیا۔

اس وقت ہزاروں علما کہلانیوالے ہندوستان میں موجود ہیں وہ ایسے حوالہ کی تلاش میں ایک ایک کتاب پڑھنے کے لئے آپس میں تقسیم کرلیں۔ اور اگر ان کو کوئی حوالہ نہ بھی ملا۔ تو بھی ان کے علم میں اضافہ ضرور ہو جائیگا۔ جو بذات خود ایک انعام ہے۔ اور اگر کوئی ایسا حوالہ مل گیا۔ تو نقد انعام بھی میری طرف سے حاصل کر سکینگے۔ لیکن میں علی الاعلان کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ ایسا کرنیکی ہرگز ہرگز جرأت نہیں کرینگے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو ایک آتشباز، ایک کمہار، اور ان مستریوں کے سوا آجتک کسی کو نہیں سوجھا۔ میرے اس طرح پیشوں سے انکا نام لینے سے کوئی یہ نہ سمجھے۔ کہ کوئی پیشہ برا ہے۔ بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں اور قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی ایک غرض یہ بھی تھی۔ کہ

پیشہ وروں کو ترقی دیں

لیکن جو شخص اپنے پیشہ سے خود شرماتا ہو۔ اس کا پیشہ اس کے لئے ضرور ذلت کا موجب ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ ہم میں سے کون زیادہ معزز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہی جو پہلے معزز تھا۔ بشرطیکہ اس میں تقوی بھی ہو۔ مسلمانوں میں بہت سے ایسے بزرگ ہوئے ہیں۔ جن کے نام کے ساتھ نمدہ دوز یا جوتی بنانیوالا کے القاب ہیں۔ اور ہم انہیں سر آنکھوں پر بٹھلاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تقوی سے اپنا پیشہ معزز کیا۔ انہوں نے اپنے پیشہ یا ذات کو چھپانیکی کوشش نہیں کی۔ بلکہ اپنے نام کے ساتھ اس کا اظہار بھی کرتے رہے۔ لیکن جو شخص اپنی ذات بدلتا ہے۔ اور اپنے لئے اور لقب تجویز کرتا ہے۔ وہ خود اپنے پیشہ کو ذلیل سمجھتا ہے۔ اس لئے ہم بھی اسے ذلیل ہی سمجھینگے۔ صوفیا نے اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ ایسے الفاظ کا استعمال کیا۔ اور کبھی چھپانیکی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ کوئی پیشہ اختیار کرنا عیب نہیں لیکن ایک ایسا انسان جو دوسروں کے پر چھین کر اپنے بازو پر لگانیکی کوشش کرتا ہے۔ اور اپنی اصلیت کو چھپاتا ہے۔ وہ خود اپنے آپ کو ذلیل سمجھتا ہے۔ اور اس لئے وہ فی الواقعہ ہی ذلیل ہے۔

تیرہ سو سال کے اندر وہ باتیں آجتک کسی کو نہیں سوجھیں۔ جو ان جاہل اور ذلیل لوگوں کو سوجھی ہیں۔ اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی

ایک حوالہ

اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں صرف یہ لکھا ہے۔ کہ جس شخص پر الزام لگایا جائے۔ وہ اگر مناسب سمجھے، تو مباہلہ کرے۔ یہ حق اسے دیا گیا ہے جس پر الزام لگایا جائے۔ اور اگر اسے یہ حق نہ دیا جائے۔ بلکہ الزام لگانے والے کو حاصل ہو۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ چوہڑے چمار روز اٹھکر شریف زادیوں پر حملے کریں۔ اور پھر مباہلہ کا مطالبہ شروع کر دیں۔ اس لئے یہ حق صرف اسی کو دیا گیا ہے جس پر الزام لگے۔ تا اگر وہ دیکھے۔ کہ الزام لگانیوالا کوئی معقول آدمی ہے، اور مباہلہ کرنے سے کچھ فائدہ ہے، تو وہ ایسا کرے۔ اور اگر دیکھے۔ کہ الزام لگانیوالا کمینہ ذلیل اور بالکل لچر آدمی ہے، تو نہ کرے۔ پس ہندوستان کے تمام ان لوگوں سے جو اس مطالبہ کے مؤید ہیں، میرا مطالبہ ہے۔ کہ وہ اماموں۔ یا ان کے شاگردوں۔ اور اہلبیت یا ان کے شاگردوں میں سے کسی کے قول سے ثابت کر دیں۔ کہ حدود کے متعلق الزام لگانیوالے کو اختیار ہے۔ کہ مباہلہ کا چیلنج دے۔ اور میں ہر اس حوالہ کے لئے جو وہ پیش کرینگے، سو روپیہ انعام دونگا۔ یہ مستری وغیرہ کہتے ہیں۔ ہمیں احمدیوں نے بہت نقصان پہونچایا ہے۔ اس لئے وہ اور ان کے تمام مؤید میں میرے اس مطالبہ کو پورا کر کے مجھسے انعام لے سکتے اور اس نقصان کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ سو حوالے تلاش کرلیں۔ تو انہیں دس ہزار روپیہ مل سکتا ہے جسے بعد میں وہ پھر میری مخالفت میں ہی خرچ کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر باوجود کوئی سند پیش نہ کر سکنے کے وہ اس

نامعقول مطالبہ

کو دہراتے رہیں۔ اور وہ لوگ بھی جن کو میں نے خلاف دیانت پروپیگنڈا نہ کرنیکی طرف توجہ دلائی ہے۔ باز نہ آئیں۔ تو خود ہی سوچ لیں کہ کس طرح انسانیت کو داغدار کر رہے ہیں۔ اگر اس عجز کے بعد وہ خاموش ہو جائیں۔ تو یہ ان کی شرافت کی دلیل ہو گی۔ لیکن اگر پھر بھی باز نہ آئیں۔ تو ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہو گا لیکن وہ یہ ضرور یقین رکھیں کہ وہ الٰہی سزا سے بچ نہیں سکینگے۔ اور ضرور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر رہینگے اور اگرچہ اس وقت ہم شرم سے انہیں یہ باتیں یاد نہ دلاسکیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ پکڑے ضرور جائینگے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر وہ اپنی فطرت پر غور کریں، وہ اپنی ماؤں، بہنوں، بیویوں اور بیٹیوں کی طرف نگاہیں دوڑائیں، اور ان کی جو عزت انکے دلوں میں ہے۔ اس پر غور کریں تو ہمارے متعلق صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور پھر ہم ان سے پوچھتے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ بھی یہی کھیل کھیلنا انکے نزدیک جائز ہے۔ اگر وہ اعلان کر دیں کہ جائز ہے۔ تو پھر میری طرف سے وہ معذور ہیں جتنی گالیاں چاہیں دے لیں وہ

مباہلہ کا آخری پرچہ

اٹھا کر دیکھ لیں۔ اور فرض کرلیں، کہ یہ باتیں ان کے متعلق لکھی گئی ہیں اور بجائے میرے نام کی بجائے اپنا نام بدلکر اسے پڑھیں۔ اور بتائیں۔ اسے پڑھنے کے بعد وہ کیا یہ خیال کرینگے، کہ ابھی جاکر امام سے کہتا ہوں، مباہلہ کر، یا بیوی پر مقدمہ دائر کرتا ہوں اگر یہ خیال کرینگے، تو یقیناً وہ انسانیت سے نکلے ہوئے وجود ہیں ان سے میں شرافت کی کوئی امید نہیں رکھتا۔ کیونکہ میں انسان سے ہی شرافت کی امید کر سکتا ہوں۔ کسی دوسرے سے نہیں لیکن اگر اسے پڑھکر میری طرح صبر کرنے اور خاموش ہو بیٹھنیکی بجائے لٹھ لیکر انہیں مارنے یا قلم لیکر انکے خلاف پر جوش مضامین لکھنے پر تیار ہو جائینگے۔ تو میں ان سے کہونگا۔ کہ اس بات کو سوچ لیں، کہ آخر ایک دن خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اور انسانیت کے متعلق دلائل جواب دینا ہے۔ اس کے بعد میں

ایک اور امر

کی طرف دوستوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس شورش کے سلسلہ میں جو لوگ اپنے آپ کو مظلوم کہتے ہیں ان کو مظلوم کہنا ایسا ہی ہے جیسے قرآن کریم میں کافر کے متعلق ہے۔ ذق انک انت العزیز الکریم۔ یعنی یہ جہنم کا عذاب چکھ۔ کیونکہ تو بہت شریف آدمی ہے۔ ان نام نہاد مظلوموں نے قسم قسم کے ظالمانہ طریق اختیار کر رکھے ہیں۔ اور انہوں نے ہماری جماعت کے لوگوں پر حملے کرنے بھی شروع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ بٹالہ سے اطلاع آئی ہے۔ کہ ان لوگوں کے بعض حامی شیخ عبدالرشید صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کے مکان میں زبردستی گھس گئے۔ ان کا اسباب توڑ پھوڑ دیا۔ اور انہیں اور انکے لڑکے کو زد و کوب کیا۔ اس واقعہ سے جماعت میں بہت جوش پیدا ہوا ہے۔ اور بعض دوستوں نے مجھے لکھا ہے۔ کہ سنا ہے۔ اس طرح ہمارے بھائیوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ بلکہ یہاں بھی وہ جتھے لانیکا ارادہ کر رہے ہیں پھر ہم یہاں کیوں بیٹھے رہیں۔ کیوں نہ خود ہی ان کے گھر چلے جائیں۔ اور کہیں لو جو کرنا ہے کر کے دیکھ لو۔ میں ان دوستوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ٹھیک

مومنانہ غیرت کا تقاضا

یہی ہے جس کا انہوں نے اظہار کیا ہے۔ لیکن اسلام کی تعلیم یہ بھی ہے۔ کہ اس وقت تک خاموش رہو جب تک دوسرا ہاتھ نہ اٹھائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کے لئے جاتے۔ تو پہلے حملہ نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ محض حملہ بھی نہیں کرتے تھے۔ اور حملہ سے پیشتر اذان دیتے تھے۔ یہاں تک کہ شاید حضرت عمرؓ یا کسی اور خلیفہ کے زمانہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ کے موقعہ پر دو تین دن تک فوجیں چپ چاپ آمنے سامنے پڑی رہیں۔ مسلمان تو پہلے حملہ کرتے ہی نہ تھے۔ اور عیسائی انکی طرف سے حملہ کے منتظر تھے۔ آخر عیسائی سپہ سالار نے کسی سے دریافت کیا یہ لوگ کیوں حملہ نہیں کرتے۔ اس پر اسے بتایا گیا۔ کہ انکے نبی کی یہ سنت ہے کہ پہلے مخالف کے حملہ کا انتظار کرو۔ اس پر اس نے اپنی فوج کو حملے کا حکم دیا۔ تو

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

ہے، کہ پہلے حملہ نہ کیا جائے۔ اس لئے خواہ کتنا جوش ہو۔ اسے دباؤ۔ اور ابتدا نہ کرو۔ لیکن جب دشمن حملہ کرے، تو پھر ہر احمدی سے یہی توقع رکھونگا کہ وہ پیٹھ نہ دکھلائے۔ بلکہ ایسا جواب دے۔ جس کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون یعنی نہ صرف وہ مخالف بلکہ انکے وہ لوگ بھی جو گھروں میں بیٹھے ہوں، ڈر سے کانپ اٹھیں۔

لیکن میں نہیں سمجھتا۔ کہ سارا بٹالہ ہی شرافت سے خالی ہے۔ وہاں بھی ایسے شرفاء آباد ہیں۔ جیسے یہاں ہیں۔ صرف چند ایک بدمعاش اور شریر لوگ ہیں۔ باقی اکثر شریف ہی ہیں۔ مگر وہ شرافت اسی کو سمجھتے ہیں کہ بدمعاشوں کے آگے نہ بولیں۔ اگرچہ شرافت کا یہ معیار غلط ہے لیکن عام طور پر ایسا سمجھا جاتا ہے۔ باقی یہ غلط ہے۔ کہ بٹالہ میں تمام کے تمام بدمعاش آباد ہیں۔ ہر شہر میں اسی طرح شریف لوگ بستے ہیں جس طرح قادیان میں ہیں۔ اور

ہر شہر میں شرفاء کی تعداد

زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ اگر چوہڑوں کی بستی میں بھی چلے جاؤ۔ اور انکے سامنے کوئی بات ان کی شرافت کے امتحان کے لئے پیش کرو۔ تو میں پورے وثوق سے کہتا ہوں۔ اور یہ کوئی دینی مسئلہ نہیں۔ ورنہ میں اس کے لئے انعام دینے کو بھی تیار تھا۔ کہ ان میں سے بھی اکثر معیار شرافت پر پورے اتریں گے۔ اسلئے اول تو یہ خیال ہی غلط ہے۔ کہ سارا بٹالہ مخالف ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور انسانیت اتنی گندی نہیں ہو سکتی۔ کہ سارا شہر ہی ذلیل کام پر اتر آئے۔ چند لوگوں سے سارے شہر پر قیاس کر لینا درست نہیں

بٹالہ کے شرفاء

بھی ہمارے بھائی اور انسانیت میں ہمارے شریک ہیں۔ اور ہم انکے لئے بھی ویسے ہی مبعوث ہیں۔ جیسے باقی دنیا کے لئے۔ اسلئے میں ان پر ایسی بدظنی کرنے کو تیار نہیں۔ شریر لوگ رعب ڈالنے کے لئے ہمیشہ ایسی باتیں کہا کرتے ہیں۔ کہ ساری دنیا ہمارے ساتھ ہے۔ کیا یہی پلید فطرت مستری یہ نہیں کہا کرتے تھے۔ کہ ساری قادیان ہمارے ساتھ ہے۔ خلیفہ کے مرید صرف انکے چند تنخواہ دار نوکر ہی ہیں۔ لیکن اگر واقعہ میں سارے ہی قادیان کے لوگ انکے ساتھ تھے۔ تو پھر قادیان کے لوگوں سے آج وہ چھپتے کیوں پھرتے ہیں۔ انکے خلاف لوگوں کی طبائع میں جوش اور ہیجان بتاتا ہے۔ کہ وہ جھوٹے تھے۔ صرف

چند ایک منافق

انکے ساتھ ہونگے۔ جن کی تعداد چالیس سے زیادہ کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ یہاں کی احمدی آبادی قریباً ۳ ہزار ہے۔ اور پھر ان چند ایک منافقین میں سے بھی کسی کو ان کا ساتھ دینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ ہاں آج ان میں سے بعض کا نام لیکر میں انہیں ان کیساتھ شامل کر دونگا۔ لیکن انکو ہمت نہ ہوئی۔ کہ کسی ایک کو بھی ساتھ لیجا سکیں یہ ہماری مہربانی ہوگی۔ کہ چند ایک کو خود انکے ساتھ ملا دینگے۔ تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کہ سارا بٹالہ مخالف ہے۔ فسادی لوگ ہمیشہ اسی طرح ڈرایا کرتے ہیں۔ ڈاکو اپنا جتھہ بہت ظاہر کیا کرتے ہیں۔ لیکن جب پکڑے جائیں۔ تو ان کی تعداد پانچ سات یا دس پندرہ ہی ہوا کرتی ہے پس یہ جو مشہور کیا جا رہا ہے۔ کہ سارا بٹالہ

قادیان پر حملہ

کرنے کے لئے تیار ہے۔ غلط ہے۔ بٹالہ بھی قادیان اور دوسرے شہروں کی طرح شرفاء سے بھرا پڑا ہے۔ گو یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ شرفاء بدمعاشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن میں اس بدظنی کیلئے کبھی تیار نہیں۔ کہ وہ انکے مرید ہیں۔ اور آپ لوگوں کو بھی اس بدظنی سے روکتا ہوں۔ لیکن جو شریر آنا چاہتے ہیں۔ انکو آنے دو اور پہلے حملہ کرنے دو۔ پھر بے شک تم بھی انکے گھر پر جاؤ۔ اسوقت میں نہیں روکونگا۔ لیکن اس سے پہلے ایک اور قدم بھی ہے۔ پہلا موقعہ گورنمنٹ کو دیا جائیگا۔ کہ امن قائم کرے۔ اگر حکام کہینگے۔ کہ قیام امن میں ہماری مدد کرو۔ تو ہم بخوشی کرینگے۔ اور اگر وہ کہدینگے۔ کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تم خود انتظام کرلو۔ تو خود کر کے دکھا دینگے۔ مومن جسوقت کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ اکیلا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے ساتھ فرشتے ہوا کرتے ہیں۔ لوگوں کو وہ ایک ہاتھ نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ کم از کم نو فرشتوں کے ہاتھ اور ہوتے ہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ

ایک مومن دس پر بھاری

ہوتا ہے۔ مگر ایک تو دس پر بھاری نہیں ہو سکتا۔ اس کے یہی معنی ہیں۔ کہ ایک مومن کے ساتھ نو فرشتے ہوتے ہیں۔ تو مومن کی تائید میں ملئکہ بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور جسوقت یہ میدان میں آتے ہیں تو دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ کہ یہ صوفی لوگ جنہیں بات بھی کرنی نہ آتی تھی۔ اور لڑائی کا نام بھی نہ جانتے تھے۔ کس طرح دنیا کو آگے بھگائے لئے جا رہے ہیں۔ اسلئے جھوٹوں کو زیادہ اہمیت نہ دو۔ کیونکہ اس سے بیجا گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور بہادر کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اپنے نفس میں تیاری کرنی چاہیئے۔ پھر جو آتا ہے۔ اسے آنے دو۔ ہم تو اللہ تعالیٰ سے یہی دعا مانگتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں فتنوں سے بچائے۔ لیکن اگر اسی طرح وہ ہمارا امتحان لینا چاہتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو۔

اول تو یہ افواہ ہی غلط ہے۔ جو شرفاء ہیں۔ وہ رذیلوں اور کمینوں کیساتھ کبھی نہیں مل سکتے۔ اور کمینہ لوگ نہایت بزدل ہوتے ہیں۔ اور بہادری ان میں قطعاً نہیں ہوتی۔ لیکن اگر وہ آئیں۔ اور انہیں عواقب کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ تو انہیں آنے دو۔ بلکہ پہلے حملہ کرنے دو۔ اس صورت میں سلسلہ کی عظمت کے لئے

میں بھی تمہارے ساتھ

ہونگا۔ مگر میں ایسے لوگوں کو خوب جانتا ہوں۔ انکی تو یہ حالت ہے۔ کہ اگر دس سپاہی بھی آگے ہوں۔ تو فوراً کہدینگے۔ ہم تو محض اللہ اکبر کے نعرے لگانے کیلئے آئے ہیں۔ بلکہ ایک بھی سپاہی ہو۔ تو اس قسم کے لوگ ڈر جاتے ہیں۔ انکی قربانیوں کے دعووں کی مثال اس عورت کی طرح ہوتی ہے۔ جو ہمیشہ دعا کرتی تھی۔ کہ میں مر جاؤں۔ لیکن میری بیٹی نہ مرے۔ ایک دن گائے کی گردن میں گھڑا پھنس گیا۔ اور وہ اندھیرے میں ادھر ادھر بھاگی۔ اس عورت نے چونکہ ایسی عجیب چیز پہلے نہ دیکھی تھی۔ اسلئے اس نے خیال کیا۔ کہ شاید میری دعا قبول ہو گئی۔ اور یہ ملک الموت ہے۔ اسی خیال سے وہ چلا اٹھی۔ کہ ملک الموت میری جان نہ نکالو۔ بیمار وہ پڑی ہے۔ اس کی جان نکال لو۔ تو اس قسم کے لوگ جب حکام اور پبلک کو اپنے مقابلہ میں دیکھ لیتے ہیں۔ تو کہدیتے ہیں ہم تو صلح کیلئے آئے تھے۔ پس آپ لوگ ان باتوں کا خیال ترک کر دیں اور ان افواہوں کو بالکل اہمیت نہ دیں۔ دلیر آدمی اپنے اندر برداشت کی قوت رکھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر دوسرے نے ایک دو تھپڑ پہلے مار لئے تو بھی میرا کوئی نقصان نہیں۔ آخری ضرب میری ہی ہوگی۔ جو اس کا فیصلہ کر دیگی۔ پس اگر وہ آتے ہیں۔ تو ان کے آنے کا انتظار کرو۔ اور آنے کے بعد پہلا موقعہ گورنمنٹ کو دو۔ اور جب اپنی باری آئے تو میں ہر احمدی سے یہی امید کرتا ہوں کہ پیٹھ نہ دکھائے۔

تیسری بات میں

منافقین کے متعلق

کہنی چاہتا ہوں۔ بعض منافقین کے متعلق میں نے تحقیقات کرائی ہے۔ ان میں سے بعض کے کاغذات تو مکمل ہو چکے ہیں۔ اور بعض کے ہو رہے ہیں۔ ایک شخص شیخ فتح محمد منیجر سٹور پر الزام تھا کہ وہ مستریوں سے بھی تعلق رکھتا ہے اور سلسلہ کے خلاف بھی وہ باتیں کرتا رہتا ہے۔ اور یہ الزام گواہوں سے بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ اگرچہ انہوں نے اس تعلق کی تشریح یہ کی ہے۔ کہ میں ان سے سٹور کا قرضہ لینے کے لئے ملتا تھا۔ لیکن یہاں لوگ جانتے ہیں۔ کہ مباہلہ میں سٹور کے حساب وغیرہ پر اعتراضات ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ کہ جو کوئی ان سے روپیہ لینے جاتا ہو۔ اور انکے خلاف دعویٰ رکھتا ہو۔ وہ ایسی باتیں ان سے کرتا ہو۔ پس یقیناً ان سے انکا تعلق تھا۔ خصوصاً جبکہ گواہوں سے ثابت ہے کہ وہ مباہلہ کے مضامین کی تائید کرتے رہے ہیں۔ اور اسکے پڑھنے کا لوگوں کو مشورہ دیتے رہے ہیں۔ پس میں ان صاحب کے اپنی

بیعت سے خارج

اور جماعت سے قطع تعلق کا اعلان کرتا ہوں۔

دوسرا شخص عبد العزیز ہے۔ جو یہاں دفتر بیت المال میں کلرک اور منشی عبد الکریم بٹالوی جو اب نابینا ہیں۔ انکا لڑکا ہے۔ اس کے متعلق بھی قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے۔ اسکا تعلق ان لوگوں کے ساتھ رہا ہے۔ اگرچہ اس نے معذرات بھی پیش کئے ہیں۔ لیکن وہ ایسی ہی ہیں جیسے ہر ایک مجرم جو گرفتار ہونے پر پیش کیا کرتا ہے۔ اسلئے میں اسے بھی بیعت سے خارج اور جماعت سے علیحدہ کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ تیسری ایک لڑکی ہے جو اسی منشی عبد الکریم کی بیٹی اور عبد العزیز کی ہمشیرہ ہے۔ اسکے متعلق بھی یہ الزام ثابت ہو چکا ہے۔ اسکے بعض خطوط پکڑے گئے ہیں۔ جن میں مستریوں کی تائید کی گئی ہے۔ میں نے جب پچھلے دنوں عورتوں کے درس میں بعض عورتوں کے متعلق اعلان کیا۔ تو اس نے خود ہی گھبرا کر مجھے خط لکھا کہ میرے متعلق جس نے آپ کو کچھ کہا ہے وہ جھوٹا ہے۔ لیکن اس کا خط بعینہٖ ان خطوط کی تحریر سے ملتا جلتا تھا۔ جو پکڑے گئے تھے۔ چنانچہ ان خطوط میں خلیفہ کے بجائے خیلفہ لکھا تھا۔ اور اسمیں بھی اسی طرح تھا۔ اور بھی تمام غلط الفاظ اسی طرح لکھے تھے جس طرح ان خطوط میں تھے۔ اس لئے میں اسکے بھی اخراج کا اعلان کرتا ہوں

باقیوں کے متعلق ۴۴

۴۴ بھی تحقیقات ہو رہی ہے۔ ان میں سے دو کے متعلق اگر کسی کے پاس کوئی ثبوت ہو۔ تو وہ پیش کرے۔ ایک تو یہی منشی عبد الکریم اور دوسرا میاں عبد اللہ جلد ساز۔ ان دونوں کا ان سے تعلق یا کوئی اور بات اگر کسی نے دیکھی ہو۔ تو وہ پیش کرے۔ [illegible] جائیگا۔ اور جو الزام کے نیچے نہیں ہونگے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جھوٹی گواہی دینا سخت جرم ہے۔ جس کے متعلق جھوٹی گواہی دیگا۔ وہ تو بیشک پکڑا جائیگا۔ لیکن اسے تو دنیوی سزا ملیگی۔ لیکن گواہی دینے والے [illegible]